(غلام گردش)

مسکراتا ہوا وزیراعظم

ہولی کی تقریب میں وزیراعظم کا وہ شگفتہ رخ سامنے آیا جو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔نواز شریف کے اس پہلو کو کم از کم میں بھول چکا تھا۔جب تقریر کرنے کیلئے کراچی گئے تو اچھے موڈ میں تھے۔سرکاری تقریر تو لکھی بندھی ہوتی ہے۔کافی حد تک یکسانیت کا شکار۔مگر وزیراعظم نے سامنے پڑی ہوئی تقریر کو ایک طرف رکھ ڈالا۔پوچھنے لگے کہ "بہارو پھول برساؤ" نغمہ سنانے کیلئے کس نے کہا تھا۔خود ہی جواب دیا کہ فرمائش سٹیج پر بیٹھے ہوئے ایم این اے کی طرف سے آئی تھی۔اسکے بعد کے چند جملے کمال کے بے ساختہ تھے۔"اگر مجھے دس برس پہلے یہی نغمہ گانے کیلئے کہا جاتا تو آپ لوگ حیران ہو جاتے۔دس سال پہلے میری اور رفیع کی آواز میں کوئی فرق نہ کر پاتا"۔یہی فقرہ تھا۔پندرہ بیس لفظ تمام لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ لے آئے۔ایسی نایاب اور اصلی مسکراہٹ جواب ناپید ہو چکی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف کے دو تین جملے بے حد عمدہ اور موقع کے حساب سے اچھے تھے۔پوری تقریب ایک دم شگفتہ ہو گئی۔بہت عرصے کے بعد جس نواز شریف کو میں نے کئی بار دیکھا اور ملا ہوں، ایک دم سامنے آ گیا۔ایک ایسا انسان جسکے اردگرد قہقہے، ہنسی کا سیلاب اور نئے نویلے لطیفے ہوتے تھے۔بہت پرانا واقعہ ذہن پر دستک دینے لگا۔ایک نہیں بلکہ کئی ایسے خوشگوار واقعات سامنے آئے جن میں نواز شریف بالکل ایک مختلف آدمی نظر آتے تھے۔83-1982 میں سی ایس ایس کی تیاری کر رہا تھا۔سارا دن پڑھنے کے بعد صرف ایک شغل کی گنجائش رہ گئی تھی۔باغ جناح میں چند دوستوں کے ساتھ جوگنگ کرنا۔ویسے اب جاگنگ بھی ختم ہو چکی ہے۔بہت سی عادات ختم ہو چکی ہیں۔ان میں دوڑنا بھی تقریباً ناپید ہے۔شام کو سارے دوست جی او آر 1 کے سامنے والے گیٹ پر سانس لے رہے تھے۔ایک انتہائی پتلا اور سرخ وسفید نوجوان گاڑی سے اترا اور کرکٹ گراؤنڈ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔یہ شائد پہلی بار یہاں آیا تھا۔نوجوان نے سفید نیکر، سفید ٹی شرٹ، سفید موزے اور جوگر پہن رکھے تھے۔باغ جناح کو اس وقت لارنس گارڈن کہا جاتا تھا۔ہم بہت زیادہ نئے باغ تو نہیں بنا سکے مگر بہرحال ہم نے مشکل قومی طبیعت کے عین مطابق لارنس گارڈن کا نام تبدیل کر دیا۔جس انگریز نے یہ خوبصورت باغ بنایا، اگر اسکا نام برقرار رہتا تو کوئی قیامت نہیں آ جانی تھی۔ہم لوگ اپنے عظیم رہنما کے نام پر اس سے بھی بڑا باغ بنا سکتے تھے۔نیا جناح گارڈن بننا چاہیے۔نام تبدیل کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔مگر یہاں غور کرنے کی مہلت کس کے پاس ہے۔خیر بات اس سرخ وسفید نوجوان کی ہو رہی تھی۔لارنس گارڈن کی کرکٹ گراؤنڈ میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ دوڑ لگانی شروع کر دی۔یہ بالکل عام سی بات تھی۔ہم سارے دوست بھی تین چکر لگانے کے بعد ہوسٹل چلے گئے۔اگلے دن شام کے وقت آئے تو تقریباً اسی وقت سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں وہی نوجوان آیا۔اس نے بالکل پچھلے دن والے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔بالکل گزشتہ دن کی طرح کرکٹ گراؤنڈ میں دوڑنا شروع کر دیا۔یہ سلسلہ تقریباً چھ سات دن چلتا رہا۔کیونکہ ہم سارے سٹوڈنٹ تھے۔لہذا چند ہی دنوں میں چہرہ شناسائی سی ہو گئی۔کیونکہ بہرحال ہماری اس نوجوان سے دوستی نہیں تھی۔ایک دن شام کو حسب معمول لارنس گارڈن آئے تو اس نوجوان کے ساتھ عمران

خان بھی کرکٹ گراؤنڈ میں دوڑ لگا رہا تھا۔ بہت کم لوگوں کو یاد ہوگا کہ عمران خان کی ٹانگ میں فریکچر ہوگیا تھا۔تقریباً چھ ماہ یا ایک برس کرکٹ نہیں کھیل پائے تھے۔ٹھیک ہونے پر دوڑ لگانے کی اجازت ملی تھی۔روزانہ وہ اور وہی نوجوان کرکٹ گراؤنڈ کے لاتعداد چکر لگاتے تھے۔یہ نوجوان نواز شریف تھا۔اس وقت شائد وزیر بن چکے تھے یا نہیں مجھے بالکل یاد نہیں۔دونوں انتہائی بے تکلف اور غضب کے دوست تھے۔خیر ہم لوگ بھی انکی شام میں شامل ہوگئے۔دوڑ لگانے کے بعد یہ دونوں گھاس پر لیٹ جاتے تھے۔پسینے سے شرابور۔نواز شریف اس درجہ اعلیٰ لطیفے سناتے تھے کہ ہم لوگ ہاسٹل جا کر بھی انہیں دہراتے رہتے تھے۔قطعاً اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص ملک کی قسمت کا مالک بنے گا۔وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے عہدے پر پہنچے گا۔نواز شریف کے پاس لطیفوں کا ایک سٹاک ہوتا تھا۔چند منٹ میں ہم تمام لوگ ہنسنا شروع کر دیتے تھے۔وہ شخص بذات خود ایک خوشگوار طبیعت کا مالک تھا۔زندگی کی رمق سے بھرپور۔عمران خان اور نواز شریف انتہائی بے تکلف دوست تھے۔آج کیا حالات ہیں۔اس پر کیا بات کی جائے۔وقت نے جوانی کے دوستوں کو اس حد تک دور کر دیا ہے کہ تکلیف ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح نوجوانی کا عمران اور آج کے عمران میں زمین آسمان کا فرق ہے۔چار پانچ دہائیوں پہلے خان صاحب لاہور کی ہر سماجی تقریب کی روح رواں ہوتے تھے۔صرف لاہور نہیں،"دہلی" بمبئی،لندن تقریباً ہر شہر میں ایک زندہ دل انسان کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔سیاست کے میدان سے انکا دور دور کا تعلق نہیں تھا۔بین الاقوامی حیثیت کا ایک کھلاڑی اور دوستوں کا دوست۔خان کم بولتا تھا اور ہمیشہ کپڑوں کے معاملے میں اپنا ہی ایک سٹائل رکھتا تھا۔جینز کے ساتھ پشاوری چپل پہننے کی روایت عمران خان نے شروع کی۔نوجوانی کے عمران خان اور آج کا عمران دو مختلف انسان ہیں۔طالبعلم کو لگتا ہے کہ بالکل متضاد انسان۔کہاں باغ جناح میں نواز شریف کے ساتھ دوڑ لگاتا ہوا خان اور کہاں آج کا عمران۔

حسِ مزاح بنیادی طور پر وہ جبلت ہے جو انسانوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔میاں صاحب سے انکے سابقہ دور میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔یہ سرکاری طرز کی ملاقاتیں تھی۔میرا خیال ہے کہ لفظ ملاقاتیں نامناسب لفظ ہے۔کیونکہ اس وقت وزیر اعظم تھے اور میں ایک عام سا سرکاری ملازم۔رائے احمد نواز کے گھر جب میاں صاحب عیادت کیلئے آئے،تو رائے صاحب نے مجھے بھی کہا کہ آجائیں۔بھائی احمد نواز اور میاں نواز شریف کافی بے تکلف دوست تھے۔میاں صاحب اسلام آباد سے سیدھے لاہور کینٹ میں رائے احمد نواز کی طبیعت پوچھنے آئے۔احمد نواز اس وقت کافی بیمار تھے۔گردوں کی تکلیف اور شوگر نے بینائی پر بہت اثر ڈالا تھا۔عزیز اللہ،حسن نواز اور میں موجود تھے۔اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں بھائی احمد نواز اور وزیر اعظم نواز شریف نے ایسے ایسے لطیفے ایک دوسرے کو سنائے کہ لگتا نہیں تھا کہ احمد نواز بیمار ہیں اور میاں صاحب عیادت کیلئے آئے ہیں۔قہقہوں بھرپور ہنسی کا طوفان تھا،جو آج تک مجھے یاد ہے۔یہ الگ بات کہ زندگی کی کشمکش اور مصائب انسان کو دوبارہ غم زدہ کر ڈالتے ہیں۔

ہمارے سیاستدانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو عوامی سطح پر اپنی حسِ مزاح اور برجستگی کا مظاہرہ کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔اسلیے کہ بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے کہ جہاں چاہیں،شائستگی کے دائرے میں رہ کر محفل کو کشت زعفران بنا دیں۔مولانا فضل الرحمٰن مذہبی رہنما ہیں۔بلا کے ذہین اور عمل پسند۔مگر وہ اس رگ سے ناآشنا نہیں ہیں۔انہوں نے ایک پریس کانفرنس

میں کہا، کہ تمام لوگ عمران خان کی نئی شادی کے متعلق فکرمند ہیں۔سوال پوچھتے رہتے ہیں۔مگر میری نئی شادی کے متعلق کوئی بات ہی نہیں کرتا۔یہ سراسر زیادتی ہے۔ایک جید مذہبی رہنما کی شخصیت کا یہ رخ کم ازکم میرے سامنے پہلی بار آیا۔سٹاف کالج لاہور میں ایک لیکچر کیلئے ایک مذہبی جماعت کے صف اول کے لیڈر کو مدعو کیا گیا۔ان دنوں طالبعلم سٹاف کالج میں تھا۔انکا نام فراموش کر چکا ہوں۔تعلق بلوچستان سے تھا اور انتہائی سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے۔کہنے لگے کہ یار میں مولوی تو ہوں ہی،مگر انسان بھی تو ہوں۔مولوی بھی انسان ہوتا ہے۔انکے یہ جملے میرے لیے خوشگوار حیرت کا باعث تھے۔آہستہ آہستہ پتہ چلا کہ انتہائی زندہ دل اور محفلی انسان ہیں۔ہاں انکا نام یاد آ گیا۔مگر لکھوں گا نہیں۔کہیں انکے معتقدین ناراض نہ ہو جائیں۔لیکن یقین ہے کہ اگر انکا نام بتا بھی دوں،تب بھی مولانا ہرگز ہرگز ناراض نہیں ہونگے۔

پوری دنیا میں سیاست دان قوموں کی تقدیر کے مالک ہوتے ہیں۔تہذیب کے دائرے میں رہ کر سنجیدہ سے سنجیدہ بات اس طرح کی جائے کہ اسکا بوجھل پن دور ہو جائے،یہی اصل کمال ہے۔یہ کمال بہت کم بلکہ انتہائی کم قائدین کے حصے میں آتا ہے۔ونسٹن چرچل برطانیہ کا وزیراعظم تھا۔یہ اس ملک کیلئے بہت مشکل وقت تھا۔جرمنی نے یورپ کو روند ڈالا تھا۔لندن میں کھانے پینے کی اشیاء کی اتنی کمی تھی کہ راشن کارڈ جاری کیے گئے تھے۔گوشت تقریباً نایاب ہو چکا تھا۔وزیراعظم ہاؤس کا باورچی بھی راشن کارڈ لیکر عام دکان سے کھانے کی اشیاء حاصل کرتا تھا۔ویسے یہ بھی مغربی دنیا کا کمال ہے کہ عام آدمی اور وزیراعظم کی مشکلات بالکل یکساں ہو جاتی ہیں۔ہمارے پاس ایسی مثالیں بہت کم ہیں۔امریکی ایکٹریس انجیلنا جولی جب چند سال پہلے سیلاب زدگان کی مدد کیلئے پاکستان آئیں تو لوگوں کی حالت دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔مگر جب انہیں ایک سابقہ وزیراعظم نے چائے کیلئے مدعو کیا،تو بیچاری ٹیبل پر لگی ہوئی چائے کے پُرتکلف انتظام کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔واپسی پر بیان دیا کہ آفت زدہ ملک کے وزیراعظم کو زیب نہیں دیتا کہ اتنے پُرتعیش طریقے سے مہمانوں کی خدمت کرے۔اسے بہت سادہ رہنا چاہیے۔یہ ہمارے اعلیٰ ترین سماجی رویوں پر ایک زناٹے دار تمانچہ ہے۔خیر ونسٹن چرچل مشکل ترین حالات میں بھی اپنے اعصاب مضبوط رکھتا تھا۔بلا کی بذلہ سنجی اور شگوفے کھلاتا تھا۔اسکی مختلف تقریروں کے چند جملے حاضر خدمت ہیں۔"زندگی میں آخری چیز اپنے مخالفین کو سیاسی نقصان پہنچانا ہے،مگر یہ بہرحال میری لسٹ میں شامل ہے"۔"اگر آپ کسی آدمی کے خیالات چراتے ہیں تو ایک جرم ہے۔مگر مختلف آدمیوں کے خیالات چوری کرنے کو تحقیق کہتے ہیں"۔ایک تقریر میں چرچل کہنے لگا،ہر کامیاب آدمی کے پیچھے اسکی عورت (بیوی) ہوتی ہے۔مگر اسی کامیاب آدمی کو برباد کرنے میں دوسری عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے!

ہنستا ہوا نواز شریف بہت عرصے کے بعد کراچی کی ہولی کی تقریب میں دکھائی دیا ہے۔خیر وقت گزر چکا ہے۔گزر کیا گیا،وقت کے جبر نے سب کو تبدیل کر دیا ہے۔ہر ایک کو! مگر کہیں کہیں،کبھی کبھی انسان وقت کی زنجیر توڑ کر واپس چلا جاتا ہے۔چند لمحوں اور منٹوں کیلئے اپنی اصل دنیا میں واپس۔طویل عرصے کے بعد مسکراتا ہوا وزیراعظم دیکھا ہے!

راؤ منظر حیات